سرکاری اَقلیتی اَداروں کے سنہاسن پر نصب بے جان کھڑا ئو نُماعہدیداران اور منہ چڑھاتے ہوئے اَقلیت سے جڑیں Discriminative قوانین ---جائیں تو جائیں کہاں؟

شیخ نثار احمد تمبولی،

9372822580

ملک میں جمہوری حکومت کے قیام سے لیکر آج ۷۵ سال تک ہاؤس میں براجمان ہماری نمائندگی کرنے والے مرکزی نیز ریاستی سطح پر نمائندوں میں اگر رسمی طور سے بھی ملّی تڑپ ہوتی تو شاید حاضرِ خدمت آرٹیکل کو یقیناً صفحہ قرطاس پر اُبھرنے کی ضرورت ہی درپیش نہ آتی۔اکثریت سے یہ نمائندے، کولہو کے بیل کی طرح کردار نبھاتے آرہے ہیں۔قانون سے نابلدی اور آنکھ پر پڑی مفاد پرستی کی جھاپڑی نے اُنہیں اِسقدر مجبور کرکے رکھ دیا ہے کہ شام کے چارہ کی فکر میں ملّی مفاد کے تعلق سے وہ سوچ تک نہیں سکتے ہیں۔آزادی کے بعد سے آج تک کسی بھی حکومت نے ہمارے لئے کوئی ٹھوس اور مثبت لائحہ عمل یا قانون مرتب نہیں کیا ہے اور اگر کچھ کیا بھی ہے تو ایک منظّم سازش کے تحت اسمیں کچھ اس طرح خامیاں رکھ دی گئی ہے کہ وہ سوئے سراب یا ممنوعہ پھل کے کچھ نہیں ۔لیکن ہماری، اُن سے اَندھی تقلید کا عالم یہ ہیکہ-----

کوئی خاطر نہ مدارت نہ تقریبِ وصال
ہم تو بس چاہتے ہیں تیری نظر میں رہنا

ملّی استحصال اور حق تلفی کے لئے اگر بڑی حد تک ہمارے نمائندے ذمہ دار ہیں تو ہم بھی کچھ کم قصوار نہیں۔ہماری بے حِسی، تحقیقی جستجو سے غفلت اور اپنے کنوئیں کو بحرِ اعظم سمجھنے کی عادت نے ہماری عقلوں کو معاؤف کر کے رکھ دیا ہے۔کسی حد تک ہمارے چند سوشل ورکر ملی ترقی و ترویج میں ہمہ تن مصروف تو نظر آرہے ہیں لیکن اکثریت سے ان کرم فرماؤں کا طریقۂ کار کچھ ایسا ہے کہ آکاش و پاتال تہہ بالا ہو جائے لیکن اُن کی شخصیت، انکی سوچ، انکی بات، انکا خیال، انکا مشورہ اور انکی رائے کو وہ قومی مسئلے کے حل پر ترجیح دیتے ہے۔ان میں اَنا کا مسئلہ کچھ اس حد تک جڑ پکڑ چکا ہیکہ کسی اور کی بات کو وہ سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں رہتے ہیں۔اور تو اور اندھی تقلید، شخصیت پسندی اور بے جا خود سپردگی کا مظاہرہ اَپنی جگہ ایک اَلمیہ بن کر رہ گیا ہے۔کسی نے کہہ دیا پالیسی میٹر تو سب بلا تحقیق پالیسی میٹر کا واویلا مچاتے ہیں۔کوئی پالیسی میٹر کی حقیقت کو جان لینے کی رتی برابر بھی کوشش نہیں کرتا ہے۔جہاں تک تحقیق کا معاملہ ہے ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ سورہ حجرات میں تحقیق کے تعلق سے کیا حکم ہے۔ڈیڑھ سال کا ننھا محمد عاصم اپنے والد کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے گیند چچا کے ہاتھ میں دینے کیلئے بضد ہے۔کیوں؟ صرف اس لئے کہ دن میں ایک بار بھی اسکے والدُ سے گود میں نہیں اُٹھاتے ہیں جبکہ اسکے چچا، فرصت ملتے ہی اسکی چاکری میں لگے رہتے ہیں۔ڈیڑھ سال کے معصوم بچّہ میں اپنی طلب سے اپنے ہر ردِّ عمل کو جوڑے رکھنے کا مادہ کتنی شدت سے موجود ہے! کاش! اِجتماعی ذمہ داریوں کے تئیں ہم میں بھی محمد عاصم کی طرح سوچ وفکر کا مادہ پیدا ہو جائے! لیکن حقیقتِ حال یہ ہیکہ عمل اور ردِّ عمل تو دور کی بات ہے ہماری سوچ وفکر میں اِسقدر جمود طاری ہو چکا ہے کہ بقولِ پروین شاکر:

یہ دُکھ نہیں کہ اندھیروں سے صلح کی ہم نے
ملال یہ ہیکہ اب صبح کی طلب بھی نہیں

آیئے متذکرہ جذبات کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔۱۹۹۲ء میں نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹی ایکٹ ۱۹۹۲ء، نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز ایکٹ، ۲۰۰۴ء اور مہاراشٹر اسٹیٹ مائینا ریٹی کمیشن ایکٹ ۲۰۰۴ء کے تعلق سے جب بل کا مسودہ ہاؤس میں رکھا گیا ہوگا تب ہی اگر ہاؤس میں براجمان ہمارے رہنماء اسی نوعیت کے منظور شدہ دیگر قوانین، جیسے نیشنل کمیشن فار شیڈولڈ کاسٹ، نیشنل کمیشن فار شیڈولڈ ٹرائب، نیشنل کمیشن فار وِیمن ایکٹ، ۱۹۹۰ء، نیشنل کمیشن فار صفائی کرمچاری ایکٹ، ۱۹۹۳ء اور نیشنل کمیشن فار بیکورڈ کلاسیس ایکٹ، ۱۹۹۳ء، وغیرہ وغیرہ سے تقابلی موازنہ کرتے ہوئے آئین ہند کی دفعہ (۱)۳۰ سے بھی اِستفادہ حاصل کرکے بہتر اور کارآمد قوانین بآسانی مرتب کروا سکتے تھے۔لیکن ریلوے انجن ڈرائیور بغیر ہری جھنڈی کے جس طرح ایک انچ بھی انجن آگے بڑھانے سے قاصر ہے اُسی طرح ہمارے رہنماء اُنکے سیاسی آقاؤں کی مرضی کے بغیر کچھ کرنا تو بہت بڑی بات، کچھ سوچ بھی نہیں سکے:

کتر کے جال بھی صیاد کی رضا کے بغیر
تمام عمر نہ اُڑتی اسیر ایسی تھی

یہاں اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہیکہ متذکرہ قوانین مرتب ہونے سے پہلے بل پر ہاؤس میں چرچہ تو ضرور ہوا ہوگا یا اور اخبارات میں بل کے تعلق سے خبر تو چھپی ہی ہوگی لیکن کیا ہم نے متذکرہ بل کے مسودہ اور اسی نوعیت کے مروجہ قوانین کا مطالعہ کرکے اخبارات اور رِسالوں میں اس موضوع پر بحث ومباحثہ کرنے کی کوشش کی تھی؟ کیا اس وقت اِس تعلق سے دھرنے، آندولن، تحریک، جلسہ اور جلوس کا انعقاد کیا گیا تھا؟ نہیں! یقیناً نہیں اور انجام یہ ہوا کہ:

(۱) نیشنل کمیشن فار صفائی کرمچاری ایکٹ، کے سیکشن ۱۰ کے تحت صفائی کرمچاری کے تعلق سے مرتب کی جانے والی تمام میجر پالیسیوں کے تعلق سے مرکزی حکومت کو اِس کمیشن سے رابطہ قائم کرنے کا حکم ہے۔لیکن اس قسم کا کوئی بھی حکم متذکرہ تینوں ایکٹ میں درج نہیں ہے۔

(۲) نیشنل کمیشن فار بیکورڈ کلاسیس ایکٹ، کے سیکشن (۲)۹ کے تحت کمیشن کا مشورہ مرکزی حکومت پر لازم وملزوم رہیگا لیکن اقلیت کے تعلق سے متذکرہ تینوں کمیشن کے قوانین میں اِس طرح کے کسی بھی خصوصی حق کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نیشنل کمیشن فا بیکورڈ کلاسیس ایکٹ، کے سیکشن (الف)(۲)۳ کے تحت متذکرہ کمیشن کا چیئر پرسن ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ کا جج یا سابق جج ہوگا لیکن نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹیز ایکٹ، اور مہاراشٹر اسٹیٹ مائینا ریٹی کمیشن ایکٹ، کے چیئر پرسن کیلئے کسی جج یا سابق جج کی مطلق شرط ہے۔خدا خدا کرکے نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز ایکٹ، ۲۰۰۴ء کے تحت چیئر پرسن کے لئے جوڈیشیل پرسن کی شرط تو ضرور ہے لیکن وہاں بھی مکروفریب کا معاملہ ہے۔ہمارے کمیشن کا چیئر پرسن جوڈیشیل تو ہوگا لیکن بیکورڈ کلاسیس کمیشن کی طرح سپریم کورٹ کا جج نہیں بلکہ ہائی کورٹ کا جج اور وہ بھی سابق جج ہوگا۔

(۴) نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹیز ایکٹ اور مہاراشٹر اسٹیٹ مائینا ریٹی کمیشن ایکٹ کے قوانین کے تحت کمیشن کی سفارشات کو حکومت کی جانب سے ہاؤس میں رکھے جانے کی Provision ہے لیکن یہاں کمیشن کا سربراہ نان جوڈیشیل ہونے کی وجہ سے حکومت کی مرضی کے خلاف وہ سفارشات کر ہی نہیں سکتا۔ جبکہ نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹیز ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز ایکٹ کے ضابطہ قوانین کے تحت کمیشن کی سفارشات کو ہاؤس میں رکھے جانے کی بات تو بہت دوران سفارشات کو حکومت نے قبول کرنے کی Provision تک نہیں ہے کیونکہ یہاں کمیشن کا سربراہ جوڈیشیل پرسن ہوتا ہے جو عموماً کان کے نیچے کا نہیں ہوتا ہے۔

(۵) نیشنل کمیشن فار شیڈولڈ کاسٹ اور نیشنل کمیشن فار شیڈولڈ ٹرائب کے چیئر پرسن، نائب چیئر پرسن اور ممبران کے تقرر کا اختیار صدر ہند کو دیا گیا ہے اور ہمارے تینوں کمیشن کے عہدیداروں اور ممبران کی تقرری کے تعلق سے مکمل اختیارات منسلک حکومت کو ہے۔

(۶) متذکرہ تینوں اقلیتی کمیشنز کے عہدیداروں اور ممبران کو قبل از میعاد برطرف کرنے کے تعلق سے کمیشن ایکٹ میں Provision ہے جبکہ ایسی کسی بھی قسم کی Provision شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائیب کمیشن کے عہدیداروں اور ممبران کے تعلق سے قانون میں نہیں۔

(۷) نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز ایکٹ، ۲۰۰۴ء کے سیکشن ۲۰ کے تحت ہمارے کمیشن کو مرکزی حکومت کی ہدایت پر عمل کرنا ہوگا جبکہ نیشنل کمیشن فار ویمن ایکٹ، بیکورڈ کلاسیس کمیشن ایکٹ، شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائیب کمیشن کے قوانین میں اس طرح کی کسی بھی قسم کی مرکزی حکومت کی ہدایت کا عمل دخل نہیں ہے۔

(۸) نیشنل کمیشن فار ویمن ایکٹ، نیشنل کمیشن فار صفائی کرمچاری ایکٹ، اور نیشنل کمیشن فار بیکورڈ کلاسیس ایکٹ کے تحت ان کمیشن کی سفارشات کو ہاؤس میں حکومت کی جانب سے ہاؤس میں رکھ کر، سفارشات کو کہاں تک منظور کیا گیا ہے یا کیا جانے والا ہے یا سفارشات کو اگر نامنظور کیا گیا ہے تو اس کے اَسباب ہاؤس میں پیش کئے جانے کی باقائدہ Provision ہے۔ لیکن نیشنل کمیشن فار مائینا ریٹی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز کے ضابطۂ قوانین کے تحت اس طرح کی کوئی بھی Provision اس قانون میں نہیں ہے۔

(۹) شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب کمیشن کی سفارشات صدر ہند کے ذریعہ ہاؤس کے سامنے رکھے جانے کی Provision ہے لیکن تینوں اقلیتی کمیشن کی سفارشات کو ہاؤس میں رکھنے کے اختیارات حکومت کو ہے صدر یا گورنر کو نہیں۔

متذکرہ حقائق کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوتا ہیکہ سرے سے ہی متذکرہ قوانین میں ٹھاکرے، مودی، آر ایس ایس ذہنیت نہیں بلکہ یہودی ذہنیت کارفرما ہے۔ یہ سب ایک منظّم سازش کے تحت ہوا ہے یا ہو رہا ہے اور ہم ہیں کہ تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ خاموشی سے ظلم سہنا:

ظلم سہنا بھی تو ظالم کی حمایت ٹھہرا
خامشی بھی تو ہوئی پشت پناہی کی طرح

قانون میں منظّم سازش کے تحت کمزوریاں رکھ کر بھی جب نام نہاد سیکولر کرم فرماؤں کا جی نہیں بھرا تو انہوں نے سوچ سمجھ کر حاشیہ بردار، چاپلوس، خوشامد پسند اور اپنے فرض منصبی سے کوتاہیاں برتنے والے افراد کو چن چن کر ہمارے سرکاری اداروں پر بحیثیت چیئر پرسن یا مینجنگ ڈائریکٹر تقرر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِن اداروں کے راج سنہاسن پر جو عہدیدار فائز کئے گئے ہیں وہ اگر کٹ پتلی بھی ہوتے تو کم از کم ہماری تفریح کے تو کام آتے لیکن المیہ ہیکہ یہ تو سنہاسن پر نصب کئے گئے کھڑاؤ ہے۔ ان کا خاندیشی بولی میں ایک کہاوت ہے ''بلی کا فضلہ لیپنے کا نہ پوتارنے کا'' اس صف کچھ شاطر لوگ بھی لائے گئے ہیں لیکن بیل گابن تو امہینہ اس بات کو محض تسلیم کر لینا انکی اپنے سیاسی آقاؤں سے وفاداری کا ثبوت نہیں ہے بلکہ ان پر لازمی ہوتا ہے کہ وہ عقلی دلیل سے عوام کو مجبور کردے کہ بیل بھی گابن ہوسکتا ہے۔ قانونی طورے سے اگر ثبوت مانگا جائیگا تو دلائل کا انبار بھرا پڑا ہے۔ یہاں تفصیل بتلانے سے اس لئے بھی گریز کیا جا رہا ہیکہ کوئی قوم کا درد رکھنے والا احساس آدمی اگر پڑھ لے تو عین ممکن ہیکہ وہ نفسیاتی عارضہ میں مبتلا ہو جائے یا پھر غیر اسلامی راستہ اختیار کر کے تشدد پر آمدہ بھی ہوسکتا ہے۔ بڑے میاں تو میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ الزام تراشی، بہتان، ہرزہ سرائی یا افترا پردازی مذہبی گناہ ہے اس بات کا احساس رکھتے ہوئے ہمارے ایک ادارے کے تعلق سے حقیقت پر مبنی مثال حاضر خدمت ہے۔ ایجوکیشنل قرض کے تعلق سے عریضے کو آفیشیل طور سے قبول نہ کئے جانے پر ایک ۱۷ سالہ لڑکا روزے کی حالت میں اپنے گھر سے ایمپلائمینٹ آفس جو اس کے گھر سے ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا تین روز تک دن میں تین مرتبہ چکر لگا تا رہا لیکن اس کا عریضہ قبول نہ کیا گیا۔ ممبئی ہیڈ آفس میں شکایت کے لئے بڑے صاحب سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی گئی تو بتلایا گیا کہ صاحب نماز کو گئے ہیں۔ دوپہر ۲ بجے سے ساڑھے تین بجے تک صاحب کی نماز جاری رہی اور بعد میں پتہ چلا کہ صاحب میٹنگ میں چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر بعد آفس کے فون کا رسیور نیچے رکھ دیا گیا۔ دوسرے روز بڑے صاحب سے راقم السطور نے خود بات کی اور سارا ماجرا سنایا لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ یہ آفس آفس ٹی وی سیریل کا کوئی منظر نہیں بلکہ حقیقی واقعہ ہے۔ شہید بھگت سنگھ نے پھانسی پر چڑھنے سے دو دِن قبل اپنی ماں سے کہا تھا'' مجھے اس ملک میں دوبارہ جنم لینا ہوگا، کیوں کہ انگریزوں کے بعد ان کی کرسیوں پر بیٹھنے والے، انگریزوں سے بھی زیادہ ظلم و ستم اور ننگا ناچ کرینگے''۔

وقت کا تقاضہ ہیکہ ہر شہر میں ایک انفارمیشن سینٹر قائم کیا جائے جہاں صرف قانونی طریقۂ کار کو اپنا کر ہی مسلمانوں کے مسائل حل کئے جائینگے۔ یہ سینٹر ریاستی سطح پر ایک ہیڈ آفس سے جڑا ہوگا جس کا کام رِیاست بھر کے سینٹر کی رہنمائی کرنا اور ریاستی یا مرکزی سطح پر ہمارے تعلق سے مرتب کئے جانے والے سرکاری احکامات اور قوانین پر نظر رکھنا ہوگا۔ دورِ حاضر میں اکثریت سے ہماری ترقی و ترویج تو دور کی بات، ہماری بقاء کو قائم رَکھنے کے لئے اب شاید دوسرا کوئی بھی راستہ نظر نہیں آتا ہے۔ اس مشورہ پر عمل ہونے کیلئے شاید اور چند (خدانہ کرے) سانحہ کا انتظار تو نہیں؟ خیر، یہ بات تو آج سے ہی ممکن ہیکہ ہماری شکایتوں کو حکومت مہاراشٹر کے ۱۳، مارچ ۱۹۹۶ء کے حکم نامہ، جسمیں گرام کاریالیہ سے لیکر منترالیہ تک اَفسران کو دو مہینے کی میعاد میں شکایت کا ازلہ نہ کرنے کی پاداش میں MCSR کے تحت تادیبی کاروائی کا حکم ہے، اس سے مکمل طور سے اِستفادہ کرتے ہوئے اور متذکرہ حکم نامہ کے ساتھ ساتھ RTI قانون کی بھی مکمل مدد لی جائے۔ انصاف نہ ملنے پر ملک کے Cabinet Secretrait اور Dept. of Addministrative Reforms and Public Grievances(Deptt. of AR and PG) سے رجوع ہو کر ریاستی یا مرکزی حکومت کے خلاف شکایت درج کیجائے۔ لیکن اس کام کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیں انتھک کوشش کرنی ہوگی۔ مقصد کی تکمیل سے پہلے ہمیں پرندہ کی دائیں آنکھ کے علاوہ کچھ نظر نہ آنا چاہئے، نہ پیڑ، نہ ٹہنی، نہ پتے اور نہ ہی بذاتِ خود پرندہ۔